رسولِ اکرمؐ کے سیرت نگار

ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، سابق پروفیسر عربی، پنجاب یونیورسٹی

مشرق و مغرب کی اکثر علمی زبانوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک
لف درجہ اور مختلف ضخامت کی اس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں کہ حصر و شمار سے باہر ہے. چنانچہ
یں صدی کی ابتداء میں جب آکسفورڈ یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر مارگولیتھ نے "محمدؐ اور ظہور
لام" کے نام سے آنحضرتؐ کے حالات پر ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی تو اس کا آغاز ان
ظ سے کیا۔" حضرت محمد (صلعم) کے سیرت نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے، جس کو ختم کرنا
ن ہے، لیکن اس میں جگہ پانا باعث شرف ہے"[1] تصنیف و تالیف کا یہ سلسلہ جس کی طرف
فیسر ممدوح نے اشارہ کیا ہے، بدستور جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا. مقالہ ہذا میں
دست ان عربی کتابوں کا ذکر بطور تعارف کیا جاتا ہے جو فن سیرت میں اصلی یا ثانوی مصادر کی
ہمیت رکھتی ہیں، اور فی زمانا مروج و متداول ہیں، اور جن کا دینی اور تاریخی مقالوں اور
لوں میں اکثر حوالہ آتا ہے۔ اس مقالہ میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ مستند اور تازہ ترین
لومات فراہم کی جائیں اور مطبوعہ کتابوں کے بہترین اڈیشنوں اور ان کے مستند اور متداول
اجم کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے تاکہ اہل ذوق کو ان کی طرف رجوع کرنے میں آسانی ہو۔

---

[1] "MOHAMMED AND THE RISE OF ISLAM" By D. S. MARGOLIOUTH, P. III. LONDON, 1905.

سیرت کے مطالعہ کی ضرورت

غیر مسلموں کا سیرت نبوی کے ساتھ اعتناء بیشتر اس وجہ سے ہے کہ وہ اس جلیل القدر بانیٔ مذہب کے حالات زندگی معلوم کرنا چاہتے ہیں، جس کی تعلیم نے دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا، اور ایک ایسی اُمت تیار کر دی، جس نے اپنے شاندار کارناموں سے جریدۂ روزگار پر اپنا نام ہمیشہ کے لئے ثبت کر دیا ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے سیرت نبوی کا مطالعہ محض ایک علمی مشغلہ نہیں ہے بلکہ ایک اہم دینی ضرورت ہے۔ خداوند کریم نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۂ احزاب) یعنی اے ایمان والو! تمہارے لئے پیغمبر خدا کی ذات گرامی میں ایک اچھا نمونہ موجود ہے۔" لہذا مسلمانوں کے لئے ضروری ٹھہرا کہ وہ اس بات کو دریافت کریں کہ رسولِ خدا نے وہ کون سا نمونہ پیش کیا ہے جس کو قرآن کریم میں اسوۂ حسنہ کہا گیا ہے۔ رسول مقبولؐ کا اسوہ معلوم کرنے کے لئے ہمیں لامحالہ ان کی سیرت پاک کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

جو لوگ رسول خدا (صلعم) کے ہموطن اور ہمعصر تھے اور جن کو آپ سے بالمشافہ اصولِ اسلام سیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی، آپؐ کا اسوہ ان کے سامنے تھا، لیکن جب آنحضرتؐ نے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی، تو بعد کی نسلوں کے لئے آپ کی سیرت مبارک احادیث اور روایات کی روشنی ہی میں شمع ہدایت کا کام دے سکتی تھی۔ اس دینی ضرورت کے اقتضاء سے اہل اسلام نے اپنے ہادئ برحق کے احوال و اقوال کو اس احتیاط اور تفصیل سے محفوظ کر لیا ہے کہ بقول مولانا شبلیؒ "اس کی زبان کا ایک ایک حرف، اس کی حرکات و سکنات کی ایک ایک ادا اور اس کے حلیہ وجود کے ایک ایک خط و خال کا عکس لے لیا ہے"۔ اور آپؐ کی شکل و شباہت، رفتار و گفتار، مذاق طبیعت، طرز معاشرت خورد و نوش، لباس و پوشش اور نشست و برخاست کی ایک ایک تفصیل اس طرح قلمبند کر لی ہے کہ کسی شخص کے حالاتِ زندگی آج تک اس جامعیت اور تفصیل کے ساتھ ضبطِ تحریر میں نہیں آسکے۔ آنحضرتؐ کے مقابلہ میں دیگر مذاہب کے اکثر بانیوں کی تصویریں ناتمام ہیں، چنانچہ زرتشت کے متعلق آج تک یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ ایران کے

خط میں اور کس زمانہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس بارے میں جو کچھ کتابوں میں لکھا ہوا ملتا ہے،
لماء کا محض قیاس اور تخمینہ ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ۳۳ سالہ زندگی
رف آخری تین سالوں کا حال معلوم ہے جو انھوں نے یہود کی اصلاح کی کوشش میں
رے تھے اور جن کی کیفیت مروجہ اناجیل میں مذکور ہے۔ ان کی زندگی کا اکثر حصہ تاریکی کے
ے میں مستور ہے۔ حتیٰ کہ ان کی پیدائش اور وفات دونوں کے متعلق مختلف مذاہب اور
م کی روایات اور آراء میں اس قدر اختلاف پایا جاتا ہے، جس سے ایک عام آدمی کے
ان کی زندگی ایک چیستان بن کر رہ گئی ہے۔ اس کے برعکس بانی اسلام کی زندگی اور
کے مشن کے ہر شعبہ کے متعلق اس قدر کثیر اور وافر مواد اور مسالہ موجود ہے جس کا سمیٹنا
، مورخ کے لئے بے حد مشکل کام ہے:

دامانِ نگہ تنگ وگلِ حسن تو بسیار   گلچینِ تو از تنگیٔ داماں گلہ دارد

برت نگاری کی ابتداء

رسولِ خدا کی ذاتِ گرامی ابتداءِ نبوت ہی سے ان کے اصحاب کی غیر معمولی توجہ کا
ز بن گئی تھی، چنانچہ آنحضرتؐ کے حینِ حیات یہ دستور شروع ہوچکا تھا کہ جب ایک
لمان کسی دوسرے مسلمان سے ملتا تو وہ اس سے آنحضرتؐ کے حالات دریافت کرتا اور وہ
ں کے جواب میں کسی تازہ وحی یا آنحضرتؐ کے کسی تازہ فرمان کا ذکر کرتا۔ آپؐ کی وفات کے
د جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، آپ کے پیروؤں کے دل میں اپنے پیشوا کی ذات مبارک
ں کے اخلاق و عادات اور ان کی تعلیم و تلقین کے دریافت کرنے کا شوق بڑھتا گیا۔
ں شوقِ جستجو سے رفتہ رفتہ روایات کا ایک وسیع ذخیرہ پیدا ہوگیا جو سینہ بسینہ منتقل
تا رہا۔ آخرکار جب مسلمانوں کے ہاں دوسری صدی ہجری میں تصنیف و تالیف کا رواج
ا، تو اہلِ علم نے ان روایات کو قلمبند کرنا اور ان کو مضامین کے اعتبار سے مرتب کرنا شروع
جن روایات کا تعلق عقائد و عبادات سے تھا اور جن سے فقہی احکام مستنبط ہو سکتے
، ان سے علم حدیث کی کتابیں مدوّن ہوئیں۔ اور ان روایات سے جن میں آنحضرتؐ

کے حالاتِ زندگی مذکور تھے۔ فن سیرت کا سرمایہ تیار ہوا۔ اور وہ روایات جن میں رسولِ پاکؐ کے غزوات یعنی جنگوں کے واقعات مذکور تھے، فن مغازی کا موضوع قرار پائیں۔ چونکہ رسول مقبولؐ کی زندگی میں ان کے غزوات کو تاریخی لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے، اس لئے بعض اوقات "مغازی" کا اطلاق تمام فن سیرت پر ہوتا ہے۔

سیرت نبوی کے قدیم مصادر

صحابہ کرامؓ کے عہد میں صرف قرآن مجید کے جمع وتسطیر کا اہتمام ہو سکا اور پہلی صدی ہجری میں اسلام اور بانی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق مختلف نوع کی جو روایات مسلمانوں میں شائع ہوئیں وہ سینہ بسینہ نقل ہوتی رہیں۔ ان کو اس خیال سے قلمبند نہیں کیا گیا تھا کہ کہیں قرآن پاک کے متن کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائیں۔ پہلی صدی کے آخر میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر بیٹھے تو آپ نے دیکھا کہ جن صحابہ کرامؓ کے سینوں میں رسولِ خداؐ کے ارشادات اور دیگر تاریخی روایات کا ذخیرہ محفوظ تھا وہ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں یا ہو چکے ہیں۔ اس سے ان کو اندیشہ ہوا کہ اسلامی اخبار و روایات کے مٹنے سے کہیں سنت نبوی کا علم بھی نہ مٹ جائے۔ چنانچہ ان کی فرمائش پر اسلامی روایات کی جمع وکتابت شروع ہوئی۔

رسولِ پاک نے اپنی عمر عزیز کے آخری دس سال مدینہ میں گزارے تھے، اور ان کی وفات کے بعد اکثر صحابہ نے وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس لئے مدینہ ہی حدیثِ نبوی اور روایاتِ اسلامی کا سب سے پہلا مرکز قرار پایا۔ یہاں کے سب سے بڑے عالم امام محمد بن مسلم بن شہاب الزہری تھے، جنہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی فرمائش پر اسلامی روایات و آثار کی جمع وکتابت کا آغاز کیا۔ خلیفہ ممدوح کی مدت خلافت صرف ڈھائی سال ہے اس لئے اس مختصر سے عرصہ میں روایات کی تدوین کا کام مکمل نہ ہو سکا۔ لیکن ان کی تحریک سے مختلف علمی مرکزوں میں روایات کو ضبط تحریر میں لانے کا کام شروع ہو گیا۔ مدینہ کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی حدیث کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ بصرہ میں امام

[illegible]

م زہری مکہ میں ۵۰ھ میں پیدا ہوئے . ان کا پورا نام محمد بن مسلم بن شہاب الزہری
قریش کے مشہور خاندان بنو زہرہ میں سے تھے ، اس لئے زہری کہلائے . آپ تابعی تھے
نے بہت سے صحابہ کرامؓ کو بذاتِ خود دیکھا تھا ، اوران سے معلومات حاصل کی
ینہ میں ایک ایک انصاری کے گھر جاتے اوران سے رسولِ کریمؐ کے حالات اور
کے بارے میں پوچھتے اوران کو قلمبند کرتے - اپنی عمر کے آخری حصہ میں دمشق کے
بارسے وابستہ ہوگئے تھے اورکہا جاتا ہے کہ اموی حکمرانوں کی فرمائش پر انھوں نے
ر مغازی پر مستقل کتابیں لکھی تھیں ، لیکن وہ کتابیں ہم تک نہیں پہنچیں ، لیکن
ندسے بہت سی متفرق روایات بعد کے مصنفین کے ہاں ملتی ہیں - آپ نے ۱۲۴ھ
ت پائی اور حجاز میں شغب کے مقام پر مدفون ہوئے جہاں ان کی آراضی تھی -
ری کی علمی جستجو اوران کے درس کی وجہ سے لوگوں میں سیرت و مغازی کا بڑا
یدا ہوگیا تھا - ان کے حلقہ درس سے جو باکمال لوگ اٹھے ، ان میں سے دو عالموں یعنی
ن اسحٰق نے اس فن میں خاص شہرت پائی -
سیٰ بن عُقبہ (متوفی ۱۴۱ھ) حضرت زبیر بن العوّام کے موالی میں سے تھے ! انھوں
الت کے اخبار و روایات کے جمع کرنے میں کمال جانفشانی کا ثبوت دیا - یہاں تک "صاحب
ی " کے لقب سے مشہور ہوئے . امام مالک بن انس ان کے بڑے مداح تھے - اور
سے کہتے تھے کہ اگر فن مغازی سیکھنا ہو تو موسیٰ سے سیکھو - ان کی مغازی کی
بت یہ ہے کہ انھوں نے روایات کی صحت کا بڑا اہتمام کیا - چنانچہ آپ کم عمر اور
لوگوں کی روایت نہیں لیتے تھے بلکہ ہمیشہ پختہ عمر اور پختہ فہم کے لوگوں سے
حاصل کرتے تھے . اس احتیاط کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی کتاب دیگر کتب مغازی سے

زہری کے لئے ملاحظہ کیجئے تہذیب التہذیب لابن حجر بذیل " محمد بن مسلم "

مقابلۃً مختصر ہے۔ عقبہ کی کتاب المغازی مدّت تک شائع رہی اور واقدی، ابن سعد اور طبری کی کتابوں میں اس کے اکثر حوالے ملتے ہیں، لیکن مرورِ ایّام سے آخر کار ناپید ہوگئی۔ اس وقت تک اس کا صرف ایک قطعہ ملا ہے، جسے پروفیسر زخاؤ نے جرمن ترجمہ کے ساتھ ۱۹۰۴ء میں شائع کر دیا تھا۔[1]

محمدؐ بن اسحٰق

دیگر علوم کی طرح تاریخ نویسی کا آغاز بھی بنو عباس کے زمانے میں ہوا اور اس کی ابتداء سیرت نگاری سے ہوئی۔ فنِ سیرت میں محمد بن اسحٰق مطّلبی (متوفی ۱۵۱ھ) نے اس قدر شہرت پائی کہ امامِ فنِ مغازی کے نام سے مشہور ہوئے۔ محمد بن اسحٰق تابعی تھے، اور مدینہ میں سکونت رکھتے تھے۔ انھوں نے متعدد صحابہ کو دیکھا تھا اور ان سے عہدِ رسالت کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں۔ ابن اسحٰق نے مصر کا سفر اختیار کیا اور بعد ازاں بغداد گئے جہاں انھوں نے خلیفہ منصور عباسی کے دربار میں باریابی حاصل کی اور اس کی خدمت میں اپنی "سیرت" پیش کی۔ علامہ بلاذری کا بیان ہے کہ ابن اسحٰق نے یہ کتاب خلیفہ مذکور ہی کی فرمائش پر لکھی تھی۔ بہر حال جس زمانے میں امام مالک بن انسؒ نے علمِ حدیث میں اپنی مشہورِ عالم کتاب "مؤطّا" تالیف کی تھی، تقریباً انہی ایام میں ابن اسحٰق نے اپنی سیرت تصنیف کی۔ ابن اسحٰق نے اپنی زندگی کے آخری دن بغداد ہی میں بسر کئے اور اپنی وفات کے بعد وہیں مدفون ہوئے۔

ابن اسحٰق کی سیرت میں اس قدر جامعیت، تفصیل اور معلومات کی فراوانی تھی کہ اکثر اہلِ علم نے اسے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور بعد کے مورخوں اور مصنفوں نے سیرتِ نبوی کے بارے میں اس پر پورا پورا اعتماد کیا اور اس کو اپنا مأخذ بنایا۔ چنانچہ

---

[1] EDUARD SACHAU: DAS BERLINER FRAGMENT DES MUSA IBN UQBA, IN SITZUNGSBERICHTE D. PREUSS. AKADEMIE DER WISSENSCHAFTEN. BERLIN 1904, P. 449.

ری اور دیگر مورخین نے ابن اسحٰق سے بکثرت روایت کی ہے اور ابن خلدون نے
ں تاریخ کے سیرت والے حصہ میں اس کا جابجا حوالہ دیا ہے۔ غرضکہ ابن اسحٰق کی
اپنے فن میں ایک منفرد اور اساسی حیثیت رکھتی ہے اور لعد کے زمانے میں جس کسی
یت نبوی کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے، اسے ابن اسحٰق کی خوشہ چینی کے سوا
ئی چارۂ کار نظر نہیں آیا۔

ساتویں صدی ہجری میں فارس کے حکمران ابوبکر سعد زنگی کی فرمائش پر سیرت
حٰق کا فارسی ترجمہ تیار ہوا تھا، جس کے قلمی نسخے پیرس کے قومی کتب خانہ الہ آباد
لائبریری اور دارالعلوم دیوبند میں پائے جاتے ہیں۔

امتداد زمانہ سے ابن اسحٰق کی تالیف ناپید ہوگئی لیکن حال ہی میں اس کے بعض
مراکو میں دریافت ہوئے ہیں، جن کو ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر محمد حمیداللہ صاحب
پیرس) ایڈٹ کر رہے ہیں۔ ان کے تازہ مراسلہ سے معلوم ہوا کہ مطبوعہ اوراق
ضامت ڈیڑھ سو صفحات کے قریب ہوگی۔

ت ابن ہشام

محمد بن اسحٰق کے بعد عبدالملک بن ہشام نحوی کا زمانہ آیا، جس کا سنہ وفات
ہجری اور بعض کے نزدیک ۲۱۸ھ ہے۔ اس نے ابن اسحٰق کی سیرت کی تلخیص و
ب کی۔ اس کے ابتدائی حصہ کا تعلق سیرت نبوی سے نہ تھا اس لئے اسے چھوڑ دیا، مشکل اور
الفاظ کے معنے لکھے۔ اشعار مندرجہ کی صحت یا عدم صحت کے متعلق اپنی رائے قلمبند
ر بعض واقعات کا اپنی طرف سے اضافہ کیا۔ ابن ہشام نے ابن اسحٰق کی تالیف کو جو
ت دی وہ اتنی مقبول ہوئی کہ لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اصل کتاب کو فراموش
چنانچہ آجکل لوگوں کے درمیان ابن اسحٰق کی جو کتاب متداول ہے وہ یہی ابن ہشام
ں ہے، جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔

سیرت ابن ہشام کو سب سے پہلے جرمن مستشرق ولسٹن فیلڈ (WÜSTENFELD) میں
ائے میں گوٹنگن سے اصل عربی میں شائع کیا۔ ایک مدت کے بعد یہ کتاب مصر میں

سی مرتبہ طبع ہوئی - ان طباعتوں میں بہترین ایڈیشن وہ ہے جسے مصطفیٰ السقاء، ابراہیم ابیاری اور عبدالحفیظ شلبی کی تصحیح و تحشیہ سے مطبع مصطفیٰ بابی حلبی نے ۱۳۵۵ھ (مطابق ۱۹۳۶ء) میں قاہرہ سے چار جلدوں میں شائع کیا۔ بہت سے مشکل الفاظ کو مشکول کرنے کے علاوہ ایڈیٹر صاحبان نے بہت سے توضیحی حواشی بھی لکھے ہیں، جو اکثر سہیلی کی شرح سے ماخوذ ہیں اور از بس مفید ہیں۔

سیرت ابن ہشام کا متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ پروفیسر وائل (GUSTAV WEIL) نے ۱۸۶۴ء میں اس کا جرمن ترجمہ شائع کیا تھا۔ اس کے نوّے سال بعد پروفیسر الفریڈ گیوم (GILLAUME) نے اسے انگریزی کا جامہ پہنایا۔ پروفیسر مذکور کو چند ایک عرب علماء کا تعاون حاصل تھا۔ اس لئے ان کا ترجمہ اپنی صحت کے لحاظ سے قابل اعتماد ہے۔ اس انگریزی ترجمہ کی ایک خوبی یہ ہے کہ فاضل مترجم نے ابن اسحٰق کے ان مقامات کا ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے جن کو ابن ہشام نے چھوڑ دیا تھا، لیکن وہ تاریخ طبری وغیرہ میں محفوظ ہیں[1]۔

سیرت ابن ہشام کے چند ایک اردو تراجم بھی پائے جاتے ہیں۔ ایک ترجمہ وہ ہے جسے مولوی محمد انشاء اللہ ایڈیٹر اخبار وطن نے مولوی محمد حلیم انصاری کی مدد سے ۱۹۱۴ء میں مکمل کیا اور لاہور سے دو حصوں میں شائع کیا۔ یہ ترجمہ ملخص ہے۔ دوسرا اُردو ترجمہ سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی نے تیار کیا اور عبدالرحیم اینڈ برادر تاجران کتب نے ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں دو حصوں میں شائع کیا۔ مترجم نے اکثر عربی اشعار بغیر ترجمہ کے چھوڑ دیئے ہیں لیکن باقی ترجمہ خاصا گوارا ہے۔ لیکن یہ ترجمہ اب نایاب ہو چکا ہے۔ تیسرا ترجمہ مولوی قطب الدین احمد محمودی کے قلم سے ہے، جو جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے اہتمام سے

---

[1] THE LIFE OF MUHAMMAD: A TRANSLATION OF IBN ISHAQUE SIRAT RASUL ALLAH, WITH AN INTRODUCTION AND NOTES BY A GUILLAUME, OXFORD U. PRESS 1955.

ا تھا۔ اس کے پہلے دو حصے ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۸ء میں طبع ہوئے تھے، لیکن یہ ترجمہ دکن کے
انقلاب کی وجہ سے پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔

سیرت ابن ہشام کی اہمیت کے پیش نظر امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن سُہیلی نے اس
شرح "الروض الأُنف" کے نام سے لکھی تھی، جو سُلطان مراکش کے صرفہ سے مصر
۱۳۳۲ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ امام موصوف اندلس کے ضلع مالقہ میں وادی سہیل کی
ی میں پیدا ہوئے تھے، اس لئے سہیلی کہلائے۔ علم تفسیر، حدیث نبوی اور رجال کے
تاریخ اور انساب کے بڑے ماہر تھے۔ تمام عمر تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزار
ن کے حافظ اور تبحر علمی کا یہ عالم تھا کہ الروض الانف جیسی ضخیم شرح کی املاء چار پانچ
ت میں ختم کر دی۔ چنانچہ اس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ "میں نے یہ شرح ایک سو بیس
کی مدد سے لکھی اور اس کی املاء محرم ۵۶۹ھ میں شروع کر کے اسی سال کے جمادی الأُولیٰ
کر دی۔ میں نے اس میں ایسے علمی نکات بیان کئے ہیں جو میں نے اپنے اساتذہ سے حاصل
تھے"۔[۱] غرضکہ اس شرح میں ایسی معلومات ملتی ہیں جو خود اصل کتاب میں نہیں
باتیں۔ اسی لئے بعد کے مصنفوں نے سیرت نبوی کے سلسلہ میں سہیلی سے بہت کچھ
فادہ کیا ہے۔

مین کی مؤلفات

سیرت ابن ہشام کے علاوہ متقدمین کی تالیفات میں سیرت نبوی کے سلسلہ میں ذیل
کتابیں بھی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں:-

کتاب المغازی مؤلفہ الواقدی

محمد بن عمر واقدی (۱۳۰ھ تا ۲۰۷ھ) کا شمار اسلام کے اکابر مؤرخین میں ہوتا ہے۔
ید کے قول کے مطابق وہ ۱۳۰ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور اپنے جدّ امجد واقد کے
لے

---

[۱] روض الانف تالیف الامام السہیلی جزء اوّل صفحہ ۳ (مطبوعہ قاہرہ ۱۳۳۲ھ)

نام پر واقدی کہلائے۔ اسلامی اخبار و روایات کو جمع اور مدوّن کرنے میں بڑا نام پیدا کیا۔ چنانچہ خلیفہ ہارون الرشید جب ۱۷۰ھ میں حج کے لئے حجاز آیا اور مدینہ منورہ میں وارد ہوا، تو اس موقع پر واقدی ہی نے اس کی رہبری کی تھی اور اسے مدینہ کے قدیم آثار اور تاریخی مقامات دکھائے تھے۔ بعدازاں خلیفہ المامون نے اسے بغداد کے مغربی حصہ کا قاضی مقرر کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ واقدی کو خلیفہ موصوف کا خاصا تقرب حاصل تھا کیونکہ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا اور اس نے اپنا وصیت نامہ لکھوایا تو خلیفۂ وقت کو اپنا وصی بنایا اور خلیفہ نے بذاتِ خود اس کی وصیت کا اجراء کیا۔

ابن الندیم بغدادی نے کتاب الفہرست میں اور یاقوت رومی نے معجم الادباء میں واقدی کی بیس اکیس کتابوں کے نام گنوائے ہیں[1] جو بیشتر تاریخی نوعیت کی ہیں اور خصوصیت کے ساتھ غزواتِ نبوی اور فتوحاتِ اسلامی کے متعلق ہیں۔ ان میں سے "کتاب المغازی" ہم تک اپنی مکمل صورت میں پہنچی ہے۔ اس میں رسول کریمؐ کے غزوات کا جو بیان ہے وہ ابن اسحٰق کے بیان سے زیادہ مفصّل اور مبسوط ہے۔ امام طبری اور دوسرے مؤرخوں نے واقدی کو مغازی کے بارے میں سند مانا ہے۔ اور اپنی کتابوں میں اس سے بہت سے اقتباسات لئے ہیں واقدی نے واقعات کی تاریخیں معیّن کرنے کا خاص التزام کیا ہے اور مستشرقین کی تحقیق یہ ہے کہ واقدی نے ملکی فتوحات اور دیگر تاریخی واقعات کے جو سنین لکھے ہیں، ان کی سُریانی تاریخوں سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔

فان کریمر نے گزشتہ صدی میں واقدی کی کتاب المغازی کا جو اڈیشن کلکتہ سے شائع کرایا تھا وہ ایک ناقص اور نامکمل نسخہ پر مبنی تھا۔ کتاب المغازی کا ایک مکمل، صحیح اور خوشخط نسخہ برٹش میوزیم میں محفوظ ہے اور جرمن مستشرق ویلہاؤزن (WELLHAUSEN) نے کتاب کا جو جرمن ترجمہ ۱۸۸۲ء میں برلن سے شائع کیا تھا، وہ اسی نفیس نسخہ پر مبنی تھا۔

---

[1] کتاب الفہرست لابن الندیم البغدادی، مطبوعہ مصر، صفحہ ۱۴۴۔ واقدی کے لئے دیکھئے نیز وفیات الاعیان لابن خلکان جلد ثانی (مطبوعہ قاہرہ)

مسٹر جونز (JONES) نے اس نسخہ کو بڑی محنت سے ایڈٹ کر دیا ہے اور آکسفورڈ
، پریس نے اسے تین ضخیم جلدوں میں ۱۹۶۴ء میں شائع کر دیا ہے[1] مسٹر جونز نے
مغازی کو بصورت احسن منظر عام پر لاکر تاریخ اسلام کی بیش بہا خدمت انجام دی ہے۔

کتاب الطبقات الکبیر لابن سعد

محمد بن سعد (۱۶۸ھ تا ۲۳۰ھ) واقدی کے شاگرد تھے اور اس کی تالیفات کی کتابت
تھے، اسی لئے "کاتب الواقدی" کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ بصرہ میں پیدا ہوئے لیکن
بغداد میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ انھوں نے صحابہ کرامؓ اور تابعین کے حالات میں
وط کتاب لکھی جو اپنی ضخامت اور جامعیت کی بناء پر "کتاب الطبقات الکبیر" کہلاتی
ائی حصہ میں خاص رسول کریمؐ کی سیرت کا بیان ہے۔ اس کے بعد صحابہ، صحابیات اور
کے حالات مندرج ہیں۔ ابتدائی حصہ یعنی "اخبار النبی" میں ابن سعد نے اپنے استاد
کتابوں سے خوب فائدہ اٹھایا ہے، تاہم بعض واقعات کے متعلق اس نے
مصادر سے بھی معلومات حاصل کی ہیں، جس سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔
یہ کتاب اسلام کی پہلی دو صدیوں کے مشاہیر کے حالات میں ایک بےمثال تالیف
سیرت نبوی کے قدیم اور نہایت قیمتی مصادر میں شمار ہوتی ہے۔

بن سعد کی اس لاجواب تالیف کو اختصار کے خیال سے "طبقات ابن سعد" بھی کہتے
فیسر زخاؤ (SACHAU) نے چند دیگر جرمن فضلاء کے تعاون سے اسے آٹھ
یں شائع کر دیا تھا۔ اشاریے ان کے علاوہ ہیں۔ پہلی دو جلدیں سیرت نبوی کے لئے
، اور آٹھویں جلد صحابیات کے حالات میں ہے۔ چند سال ہوئے بیروت میں طبقات
کا جو ایڈیشن طبع ہوا تھا وہ پروفیسر زخاؤ والے ایڈیشن کی نقل ہے۔

بقات ابن سعد کے اکثر حصوں کا اردو ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کے دار الترجمہ

KITAB AL-MAGHAZI OF AL-WAQDI, EDITED BY J. M. B. JONES. 3 VOLS. 1200 PP. OXFORD PRESS, ۱

کے اہتمام سے شائع ہو چکا ہے۔

(۳) "انساب الاشراف" مؤلفہ علامہ بلاذری

احمد بن یحییٰ البلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) تیسری صدی ہجری کے مشہور مورخ ہیں۔ انھوں نے بغداد میں نشو و نما پائی تھی اور وہاں کے نامور علماء مثل ابن سعد اور المدائنی وغیرہ سے علم حاصل کیا تھا ان کی متعدد تالیفات میں سے دو اہم کتابیں ہم تک پہنچی ہیں: کتاب فتوح البلدان اور کتاب انساب الاشراف۔

"انساب الاشراف" عربوں کی ایک جامع تاریخ ہے، جس کی ترتیب ان کے نامور خاندانوں کے اعتبار سے رکھی گئی ہے۔ سب سے پہلے بنو ہاشم کا بیان ہے جو رسول خدا (صلعم) کا خاندان ہے اور اس ضمن میں پوری سیرت نبوی آ گئی ہے۔ اس کے بعد بنو عباس، بنو اُمیہ اور دیگر خاندانوں کا ذکر ہے۔ اس عہد کے دیگر مؤرخوں کی طرح بلاذری نے بھی انساب الاشراف کی تالیف میں یہ طرز اختیار کیا ہے کہ مختلف عنوان قائم کر کے ان کے ذیل میں متعدد روایات کو ان کے اسناد کے ساتھ یکجا کر دیا ہے اور ان کو ایک مسلسل بیان کی صورت نہیں دی جیسا کہ آجکل کی تاریخی کتابوں کا دستور ہے۔

جیسا کہ ابھی مذکور ہوا، انساب الاشراف کا ابتدائی حصہ سیرتِ نبوی پر مشتمل ہے۔ اس میں اکثر روایات وہی ہیں جو دوسرے مورخین نے اپنے اسناد کے ساتھ بیان کی ہیں، لیکن بعض روایات ایسی بھی ہیں جو اور کہیں دیکھنے میں نہیں آئیں۔ بہر حال انساب الاشراف کا یہ ابتدائی حصہ بھی سیرت کے بنیادی مصادر میں شمار ہونے کے لائق ہے، جس کو فاضل معاصر ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے ایڈٹ کر کے ایک مستقل مجلد کی صورت میں ۱۹۵۹ء میں قاہرہ سے شائع کر دیا ہے۔ یہ اڈیشن جس کے صفحات کی تعداد ۷۲۲ ہے، استنبول کے ایک نادر قلمی نسخہ پر مبنی ہے۔

۴۔ تاریخ الرّسل والملوک مؤلفہ امام طبری

امام محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) طبرستان میں پیدا ہوئے اسی لئے طبری کہلائے ایام جوانی میں تحصیل علم کے لئے بغداد آئے اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنی ساری عمر

م وتالیف میں بسر کر دی۔ تاریخی روایات کے جمع وتدوین میں اپنے تمام پیشرو مورخین
لے گئے، چنانچہ ان کی تاریخ اسلام کی پہلی تین صدیوں کے متعلق معلومات، ایک
خزانہ ہے جو عربی ادب میں عدیم النظیر ہے۔ امام موصوف نے بہت سی تاریخی روایات
مصادر سے لے کر اسناد کے ساتھ یکجا کر دیا ہے اور ان کو ترتیب زمانی کے اعتبار
وار لکھا ہے۔ بعض اوقات ایک ہی واقعہ کو مختلف راویوں کی زبانی مختلف صورتوں
کیا ہے۔ اس طرز تالیف سے اگرچہ سلسلہ کلام طویل ہو گیا ہے لیکن راویوں کی اور ان
کی تنقید آسان ہو گئی ہے۔ تاریخ طبری گویا تاریخ اسلام کی ایک SOURCE - BOOK ہے۔
انے کی دست برد سے تاریخ طبری کے اجزاء بکھر گئے تھے اور اکثر علماء اس کے مکمل
صول سے ناامید ہو چکے تھے۔ ان حوصلہ فرسا حالات میں لائڈن یونیورسٹی کے مشہور
ری خویے (DE GOEJE) نے اس کو مکمل طور پر شائع کرنے کے لئے کمر ہمت
ں کے منتشر اجزاء کو مختلف کتب خانوں سے جمع کیا اور چند دیگر فضلاء کے تعاون
سال کی مسلسل محنت کے بعد اس کا ایک شاندار اڈیشن بارہ جلدوں میں شائع کیا اور
علاوہ مشکل الفاظ کی ایک فرہنگ بھی تیار کی جو ۵۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ تاریخ
ناپید ہو چکی تھی۔ مگر پروفیسر ڈی خویے کی ہمت اور علم دوستی قابل صد ستائش
وں نے امام طبری کی بے نظیر تاریخ کو از سر نو زندہ کیا۔ مصر میں تاریخ طبری کے
ے ہیں، وہ اسی مغربی اڈیشن کی نقل ہیں۔ ان مصری طباعتوں میں بہترین اڈیشن
محمد ابوالفضل ابراہیم کی تصحیح سے قاہرہ کے دارالمعارف کی طرف سے شائع ہوا
رہ ۱۹۶۰ء -)
یخ طبری کا جو حصہ سیرت نبوی کے متعلق ہے وہ خاصا ضخیم ہے اور جامعۂ عثمانیہ
سے اردو میں منتقل ہو کر حیدر آباد دکن میں طبع ہو چکا ہے۔ تاریخ طبری
سیرت نبوی کے نہایت اہم مصادر میں شمار ہوتا ہے۔

ں تالیفات

نبوی کے متعلق متاخرین کی کتابیں بکثرت ہیں، جن کا حاجی خلیفہ نے کشف الظنون

میں ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ذیل کی کتابیں زیادہ مشہور ہیں اور زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں :-

۱۔ کتابُ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ

اس معروف اور مقبول کتاب کے مصنف قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیا ہیں جو بالعموم قاضی عیاض کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ۴۹۶ھ میں سبتہ (مراکو) کے شہ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم وہیں پائی۔ پھر قرطبہ چلے گئے، اور وہاں ابوالولید ابن رشد اور بہت سے دیگر فضلاء سے فیض حاصل کیا اور علم حدیث میں تخصص پیدا کیا۔ بعد ازاں سبتہ کے قاضی مقرر ہوئے اور دادگستری میں بڑا نام پایا۔ آپ نے تقریباً بیس کتابیں لکھ جن میں سب سے زیادہ مشہور "کتاب الشفاء" ہے۔ اس میں فاضل مصنف نے رسول پاک کے فضائل، محاسنِ اخلاق اور معجزات وکرامات کو ایسے مؤثر اور دلپذیر پیرایہ میں بیان ہے، کہ ان کے ایک ایک لفظ سے رسول مقبولؐ کے ساتھ انتہائی عقیدت اور محبت ٹپکتی

کتاب الشفاء استنبول، قاہرہ اور ہندوستان میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہے اور اس اُردو ترجمہ حافظ محمد اسمٰعیل کاندھلوی کے قلم سے "شمیم الریاض" کے نام سے مطبع منشی نو لکھنؤ کی طرف سے ۱۹۱۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔

مصر کے مشہور ادیب شہاب الدین خفاجی (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے کتاب الشفاء کی ایک مبسوط شرح لکھی تھی جو ۱۲۶۷ھ میں استنبول میں چار جلدوں میں طبع ہوئی تھی[1]

۲۔ عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر

اس کتاب کے مؤلف مصر کے مشہور عالم حافظ ابوالفتح ابن سید الناس (۶۷۱ھ ۷۳۴ھ) ہیں۔ انھوں نے علوم اسلامیہ دینیہ میں سے حدیث نبوی میں تخصص پیدا کیا او ایک مدت تک مدرسہ ظاہریہ میں حدیث کا درس دیتے رہے۔ مذکورہ بالا کتاب جس کا موضو

---

[1] قاضی عیاض کے مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو حافظ ابوالعباس المقری کی تالیف "ازہار فی اخبار قاضی عیاض" جو تونس میں طبع ہو چکی ہے۔

رت نبوی ہے، بڑی جامع اور متین ہے اور معتبر اور مستند روایات پر مشتمل ہے۔ مؤلف نے
کچھ لکھا ہے، محدثین کے طریق پر سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ قاہرہ میں دو جلدوں میں ۱۳۵۶ھ
ں طبع ہو چکی ہے

۳۔ زادُ المعاد فی ھَدی خیر العِباد

اس کتاب کے مصنف حافظ ابن قیمؒ الجوزیہ (۶۹۱ھ تا ۷۵۱ھ) ہیں، جو آٹھویں صدی
جری کے ایک ممتاز عالم دین تھے اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے شاگرد رشید اور زندگی
بھر کے رفیق تھے۔ کتب سیرت میں "زاد المعاد" اس لحاظ سے ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے کہ
س میں رسول پاکؐ کے حالات اور عہد رسالت کے واقعات بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ
ر موقع پر اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ رسول مقبولؐ کے فلاں قول یا فلاں فعل سے
یا حکم مستنبط ہو سکتا ہے اور ان کے حالات اور معمولاتِ زندگی میں ہمارے لئے کیا کچھ سامانِ
وعظت موجود ہے۔ غرضکہ اس کتاب میں امت کے سامنے رسول کریمؐ کا اسوۂ حسنہ اس
رح کھول کر ... یا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اس سے شمع ہدایت کا کام
لے سکتی ہے۔

یہ قابل قد ... ب اپنی غیر معمولی دلچسپی اور افادیت کی وجہ سے مصر میں کئی مرتبہ چھپ
چکی ہے۔ اس کے علاوہ عہد حاضر کے ایک مصری عالم شیخ محمد ابو زید نے "ہُدیٰ الرّسول" کے
نام سے اس کا اختصار کر دیا ہے اور اس سے ان دقیق مسائل کو نکال دیا ہے جو طبقۂ علماء کے
ساتھ مخصوص تھے، تاکہ عوام بھی اس مفید کتاب سے براہِ راست فیض یاب ہو سکیں۔ مولوی
عبدالرزاق ملیح آبادی نے اس اختصار کا اردو میں ترجمہ کر دیا تھا جو الہلال بک ایجنسی کی طرف
سے ۱۹۲۴ء میں لاہور سے شائع ہوا تھا۔

۴۔ المواہب اللدنّیہ بالمنح المحمّدیّہ تالیف القسطلّانی

ابو العبّاس احمد بن محمّد شہاب الدین قسطلّانی مصر کے ایک جلیل القدر محدث اور فقیہ
تھے جو ۸۵۱ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں ۹۲۳ھ میں رحلت کر گئے۔ انھوں نے
صحیح البخاری کی شرح "ارشاد الساری" کے نام سے لکھ کر بڑی شہرت پائی۔ ان کی دوسری اہم

کتاب" المواہب الدُنیّہ" فن سیرت میں ہے۔ اور بڑی مشہور اور مقبول ہے اور دو ضخیم جل
میں ۱۲۸۱ھ میں قاہرہ میں طبع ہو چکی ہے[1]۔

" المواہب الدُنیّہ" کی مقبولیت کی وجہ سے اس کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں ان
ان میں سب سے زیادہ مفصل شرح محمد بن عبدالباقی زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) کی ہے جو عل
حلقوں میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ زرقانی جو مصر کے ایک قر
زُرقان کی طرف منسوب ہیں، اپنے وقت کے ایک جیّد عالم اور مشہور استاد تھے۔ ان کی ش
سیرت نبوی کے متعلق ہر قسم کی معلومات کا ایک بے بہا گنجینہ ہے۔ فاضل شارح نے ہر وا
اور ہر موضوع کے متعلق مختلف مصادر سے ضروری مواد یکجا کر دیا ہے، جس سے مختلف
روایات کا باہمی مقابلہ ہو سکتا ہے۔ اور تحقیق و تدقیق میں آسانی رہتی ہے۔ یہ شرح گیا
گویا سیرت نبوی کی ایک جامع انسائیکلو پیڈیا ہے۔ مولانا شبلی نعمانی اور دوسرے وسیع النظ
مصنفین نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ زرقانی کی شرح سب سے پہلے بولاق کے سرکاری مطب
میں ۱۲۷۸ھ میں آٹھ ضخیم جلدوں میں طبع ہوئی۔ یہ طبع اوّل سب سے بہتر ہے، کیونکہ بع
کی طباعتیں کاغذ اور چھپائی کے لحاظ سے ناقص ہوتی چلی گئی ہیں۔

۵۔ الخمیس فی احوال انفُس نفیس

یہ کتاب شیخ حسین بن محمد دیار بکری (متوفی ۹۶۶ھ) کی تالیف ہے اور چونکہ بارہ
حصوں میں منقسم ہے، اس لئے بالعموم "تاریخ الخمیس" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا
بیشتر حصہ جو ۵۰۶ صفحات پر مشتمل ہے، سیرت نبوی کے لئے وقف ہے۔ اس کی خصوصیت
یہ ہے کہ کتب سیرت کے علاوہ تفاسیرِ قرآن، کتبِ حدیث اور دیگر نوعیت کی بہت سی
کتابوں سے ماخوذ ہے جن کی تعداد ایک سو بائیس (۱۲۲) ہے اور جن کے نام مصنف نے
اپنی کتاب کی ابتداء میں لکھ دیئے ہیں۔ اس وجہ سے اس کے مضامین میں جامعیت کے ساتھ
ساتھ بڑا تنوع پیدا ہو گیا ہے۔ اور علماء نے اسے ہمیشہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے
اور اسے فن سیرت کی اہم اور مستند کتابوں میں شمار کیا ہے۔ تاریخ الخمیس کے ایک قلمی نسخہ کے

---

[1] علامہ قسطلانی کے لئے دیکھئے شذرات الذہب لابن العماد بذیل ۹۲۳ھ

ہنے سے معلوم ہوا کہ دیار بکری نے اس کی تالیف سے ۹۴۶ھ میں فراغت پائی تھی۔
تاریخ الخمیس سب سے پہلے قاہرہ کے مطبع وہبیہ میں ۱۲۸۳ھ میں مصطفیٰ بن محمد کی
قیق و تصحیح سے دو جلدوں میں شائع ہوئی۔ بعدازاں اس کا ایک اور اڈیشن مطبع
بدالرزاق میں ۱۳۰۲ھ میں دو جلدوں میں طبع ہوا۔

۶۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون

سیرت کی یہ مقبول کتاب علّامہ علی بن برہان الدین حلبی (متوفی ۱۰۴۴ھ) کی تالیف ہے،
ی لئے اپنے مؤلف کے نام پر "سیرتِ حلبیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ جیسا کہ مؤلف نے اپنی
لیف کی ابتداء میں صراحت کر دی ہے یہ کتاب فن سیرت کی دو معروف کتابوں سے ماخوذ
ہے یعنی حافظ ابن سید الناس کی "عیون الاثر فی فنون السیر" اور شمس الدین شامی کی
"سُبل الھدیٰ والارشاد فی سیرۃ خیر العباد" جو عام طور پر "سیرت الشامی کے نام سے
شہور ہے۔ جہاں تک "عیون الاثر" کا تعلق ہے بڑی معتبر اور مستند کتاب ہے. لیکن اسناد
کے التزام نے اسے طویل بنا دیا ہے، لہٰذا علامہ حلبی نے اس سے استفادہ کرتے وقت اس
ی اسناد کو حذف کر دیا ہے. باقی رہی "سیرت الشامی" اس میں ہر قسم کی ضعیف اور سقیم
روایتیں بھی شامل ہیں، اس لئے حلبی نے ان کے بارے میں انتقاد و احتیاط سے کام لیا ہے۔
"سیرت حلبیہ" مصر میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہے. اس کا ایک ایڈیشن ۱۳۲۰ھ میں
قاہرہ سے تین جلدوں میں شائع ہوا تھا، جس کی مجموعی ضخامت بارہ سو صفحات کے قریب
ہے. اس سے ظاہر ہے کہ دیگر کتب سیرت کے مقابلہ میں "سیرت حلبیہ" کافی مفصل ہے. اس
ضخامت اور تفصیل کی وجہ یہ ہے کہ سیرت اور مغازی کے واقعات لکھنے کے علاوہ مصنّف
نے بہت سے ایسے مسائل سے بھی بحث کی ہے جن کا تعلق عقائد اور عبادات وغیرہ سے ہے
بہر حال "سیرت حلبیہ" اپنے فن کی مشہور اور متداول کتابوں میں سے ہے۔